مدارج النبوت (اردو)

حصہ دوم

مؤلفہ

حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی

ترجمہ

الحاج مفتی غلام معین الدین نعیمی

مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

اردو ترجمہ

مدارج النبوت (فارسی)

حصہ دوم

تصنیف

حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی

ترجمہ و ترتیب

الحاج مفتی غلام معین الدین نعیمی

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

قیمت مجلد معہ پلاسٹک کور

تعدادِ طباعت ——————— ایک ہزار

بار ——————— سوم

سن طباعت ——————— مارچ ۱۹۷۵ء

طابع ——— مشہور آفسٹ پریس، آئی۔ آئی چندریگر روڈ کراچی

ناشر ——— مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم۔ اے جناح روڈ کراچی

قیمت مجلد مع پلاسٹک کور ———————

جگہ ہوگی۔ اگر تم میری پیروی نہ کروگے تو دنیا میں تم میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے اور آخرت میں تمہارا ٹھکانا جہنم ہوگا۔" حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا "ہاں! میں یہی کہتا ہوں اور ایسا ہی ہوگا اور تو بھی دوزخیوں میں سے ایک ہوگا۔ جیساکہ مجھے اس کی خبر دی گئی ہے"۔ اس کے بعد مٹھی بھر خاک لیکر ان پر پھینکی۔

اسی دوران ایک شخص کمر جھکائے کفار کی جماعت میں آیا اس نے کہا" یہاں کیوں کھڑے ہو کس کا انتظار ہے" کفار نے کہا "ہم صبح ہونے کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ محمد کو (خاک بدہن کفار) قتل کریں"۔ اس نے کہا۔ "خرابی ہو تمہاری۔ کیا وہ محمد نہ تھے جو تمہارے آگے سے نکلے چلے گئے"۔ ابوجہل اور تمام کافر شرمندگی کی خاک سر پر ڈالنے لگے جب صبح ہوئی تو انہوں نے حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کو دیکھا وہ ان سے پوچھنے لگے تمہارے صاحب (آقا) کہاں تشریف لے گئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَالِ رَسُوْلِہٖ اللہ تعالیٰ ہی اپنے رسول کا حال زیادہ جانتا ہے"۔

مروی ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے باہر تشریف لے جاتے وقت "حزوراہ" پر جو کہ حرم شریف کا ایک مقام ہے کھڑے ہو کر زمین مکہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا "خدا کی قسم تیری زمین خدا کی تمام زمینوں سے زیادہ میرے نزدیک محبوب ہے اگر تیری زمین کے رہنے والے مجھے ہجرت پر مجبور نہ کرتے تو میں اس سے باہر نہ ہوتا"۔ یہ حدیث اس جماعت کی حجت ہے جو مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کو افضل جانتے ہیں۔ اور دوسری جماعت مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو افضل جانتی ہے اس لئے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب کو اس جگہ لے جا کر وہاں مقیم و آباد کرایا اور آثار وانوار اور فتوحات کے ظہور کا مبدا بنایا میں نے علماء کی اس بحث کی تفصیل جذب القلوب الی دیار المحبوب (جو مدینہ منورہ کی تاریخ ہے) بیان کر دی ہے۔ اور دونوں طرف کے دلائل کو بیان کر کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی افضلیت کی ترجیح ثابت کی ہے وہاں دیکھنا چاہیئے[1]۔

اس کے بعد حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوپہر کے وقت سخت گرمی کے سبب گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسی چلچلاتی دھوپ میں چادر مبارک لپیٹے تشریف لائے حالانکہ ایسے وقت میں گھر سے وہی نکلتا ہے جس کو کوئی شدید معاملہ درپیش ہو۔ حضرت

---

[1] یہ کتاب "راحت القلوب" کے نام سے "مدینہ پبلشنگ کمپنی" نے شائع کر دی ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اس وقت آپ کا تشریف لانا کسی امر عظیم ہی کی بنا پر ہوگا کبھی آپ ایسے وقت تشریف نہیں لائے۔" حضورؐ نے استیذان کرتے ہوئے فرمایا گھر میں جو بھی ہو اسے باہر کر دو۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ! آپ کی زوجہ کے سوا گھر میں کوئی اور موجود نہیں ہے"۔ اس کے بعد حضورؐ نے حکم ہجرت بیان فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ کیا ابوبکرؓ بھی خدمت میں رہے گا؟ فرمایا ہاں!"

روضتہ الاحباب میں ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ نے فرمایا میں نے حضرت ابوبکرؓ کو اس خوشی میں روتے ہوئے دیکھا حالانکہ اس وقت تک میرا یہ گمان نہ تھا کہ کوئی خوشی میں بھی روتا ہوگا۔ مخفی نہ رہنا چاہیئے کہ حضرت عائشہؓ کا خوشی سے رونے کا گمان کرنا بقرینہ حال تھا جسے انہوں نے ذوق کی بنا پر دریافت کیا۔ ورنہ وطن کے چھوڑنے کا غم واندوہ اور سید الابرار صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر محنت ومشقت کا بار پڑنے کا بھی غم موجود تھا (واللہ اعلم)۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دو اونٹ تھے جسے انہوں نے چار سو درہم میں خریدا تھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آٹھ سو درہم میں خریدا تھا۔ اور چار مہینہ پہلے سے اسے خوب چارہ پانی دے کر موٹا تازہ کر رہے تھے دونوں کو انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا تاکہ ان میں سے ایک حضورؐ قبول فرمائیں حضورؐ نے فرمایا میں نے اسے قبول کیا مگر اس کی قیمت لینی ہوگی۔ اور حضورؐ نے اس اونٹ کو نو سو درہم میں خرید لیا۔ حضرت ابوبکر سے اونٹ خریدنے میں ایک حکمت پنہاں تھی باوجودیکہ باہم انتہائی صدق واخلاص اور اتحاد واتفاق موجود تھا اور اس سے پہلے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر بہت کثرت سے اپنا مال خرچ کر چکے تھے۔ لیکن اس وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ راہ خدا میں کسی اور سے استمداد واستعانت کریں جیسا کہ آیۂ کریمہ کے مفہوم کا اشارہ ہے کہ:۔ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا "اپنے رب کی عبادت میں کسی کو اپنا ساجھی نہ بناؤ"۔ اس اونٹنی کا نام بقول صحیح "قصواء" تھا۔ اور ایک قول کے بموجب "جدعا" تھا۔ اونٹ خریدنے کے بعد بنی دیل کے ایک شخص کو جس کا نام عبداللہ بن اریقط (بضم ہمزہ وفتح راوسکون یا) تھا اور جو رہبری میں ماہر اور رازوں کے چھپانے میں مشہور تھا اس کو راہبری کے لئے اجرت پر لیا۔ تاکہ وہ دو تین دن کے بعد ان دونوں اونٹوں کو "جبل ثور" کے قریب لے کر آجائے۔ وہ دین کفر میں تھا امام نووی فرماتے ہیں کہ اس کا اسلام لانا معلوم نہ ہوا (واللہ اعلم)

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنا بیعت عقبہ کے دو ماہ چند دن بعد ہوا۔ بعض نے ڈھائی ماہ کہا ہے۔ اور بعض نے تین ماہ یا اس کے قریب ماہ ربیع الاول میں جمعرات کا دن کہا ہے۔ لیکن

زیادہ صحیح یہ ہے کہ "دوشنبہ" کا دن تھا۔ ان دونوں روایتوں کی جمع و تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ مکہ مکرمہ سے نکلنا جمعرات کے دن ہوا۔ اور غار ثور سے کوچ کرنا دوشنبہ کے دن یا اس کے برعکس۔ یعنی مکہ مکرمہ سے نکلنا دوشنبہ کے دن اور غار ثور سے کوچ کرنا جمعرات کے دن ہوا ہوگا۔ یہ تاویل بہت سی روایتوں کے موافق ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ اس ہجرت کے راز کا علم حضرت علی مرتضےٰ رضؓ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والوں کے سوا کسی کو نہ تھا۔

غرضنکہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ راتوں رات اس نشیبی کھڑکی کی راہ سے نکلے جو حضرت ابوبکرؓ کے گھر میں تھی اور اب تک وہ مکان اور کھڑکی قایم ہے جس کی لوگ زیارت کرتے ہیں۔ اس کے بعد دونوں غار ثور کی طرف روانہ ہوگئے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے نہایت سرعت اور جلدی میں سامان سفر اور زاد راہ تیار کیا تھا۔ ہمارے پاس اس وقت ایسی کوئی ڈوری نہ تھی جس سے زاد راہ کو باندھتے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے اپنا کمر بند کھولا۔ عرب کی عورتوں کی عادت تھی کہ وہ تہبند کے اوپر کمر بند باندھتی ہیں۔ پھر اس کمر بند کے دو ٹکڑے کئے ایک سے توشہ دان کا دہانہ باندھا اور دوسرے ٹکڑے سے کمر باندھی۔ اس بنا پر ان کو "ذات النطاقین" یعنی دو کمر بند والی کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو جو جوان اور عقلمند و ہشیار تھے اس پر مقرر کیا کہ وہ دن تو کفار قریش کے پاس گزاریں اور رات کے وقت غار ثور میں آکر کفار کی خبریں پہنچایا کریں۔

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں پانچ ہزار درہم رکھا کرتے تھے جن کو انہوں نے ساتھ لے لیا۔ اور راہ میں جائے پناہ کے مقام تک کبھی آگے چلتے اور کبھی پیچھے چلتے تھے منقول ہے کہ راہ میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا پائے اقدس مجروح ہوگیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کو اپنے کاندھوں پر اٹھالیا اور غار ثور کے دہانہ تک لائے۔ غار ثور میں حضرت صدیقؓ پہلے داخل ہوئے تاکہ کوئی آفت اور تکلیف حضورؐ کو نہ پہنچے کیوں کہ حشرات الارض اس غار میں رہا کرتے تھے ... حضرت صدیقؓ نے احتیاط کے ساتھ اپنی قیمتی چادر مبارک پھاڑ کر غار کے تمام سوراخوں کو بند کیا غار میں اندھیرا تھا۔ صرف ایک سوراخ رہ گیا اور چادر کا کپڑا ختم ہوگیا۔ تو انہوں نے اپنے پاؤں کی ایڑی مضبوطی سے لگادی اور عرض کیا یا رسول اللہؐ اندر تشریف لے آئیے حضورؐ اندر تشریف لے آئے اور اپنا سر مبارک حضرت صدیقؓ کے زانو پر رکھ کر آرام فرما ہوگئے۔ سانپ اور بچھوؤں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاؤں پر ڈسنا شروع کر دیا لیکن انہوں نے نہ صرف اُف کی اور نہ جنبش کی مبادا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بیدار نہ ہوجائیں اور نیند میں

خلل واقع نہ ہو جائے، مگر شدت تکلیف سے آنکھوں سے آنسو نکل کر حضورؐ کے چہرۂ انور پر گرے جس سے حضورؐ بیدار ہو گئے۔ حضورؐ نے فرمایا یَا اَبَا بَکْرٍ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا اے ابوبکرؓ غم نہ کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے سکینہ نازل فرمایا اور ان کے دل میں آرام و قرار پیدا ہوا اور پھر سانپ اور بچھوؤں نے کچھ نقصان نہ پہنچایا۔ حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "غار میں جب میں نے رسول اللہ علیہ وسلم کے پائے اقدس کی طرف دیکھا کہ اس سے خون بہہ رہا ہے تو مجھے رونا آگیا کیوں کہ میں جانتا تھا کہ حضورؐ کو اتنی محنت و مشقت کی عادت نہیں ہے۔

اہل معرفت فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کم پائے اقدس کی طرف دیکھا کہ اس سے خون بہہ رہا ہے تو كَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ہرگز نہیں وہ قابو پا سکتا۔ بلاشبہ میرے ساتھ میرا رب ہے جو میری رہنمائی کرے گا اور جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قریش کی حالت کی شکایت کی تو سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (تم غم نہ کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے) لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر پہلے اپنی ذات پر پڑی اس کے بعد حق تعالیٰ کی ربوبیت کا مشاہدہ کیا۔ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مشاہدہ اس مقولہ کے موافق ہے کہ :- مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا رَاَیْتُ اللّٰہَ بَعْدَہٗ میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا مگر یہ کہ اس کے بعد اللہ کو میں نے دیکھا؛ اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پہلی ہی نظر مبارک الوہیت پر واقع ہوئی اس کے بعد اپنی ذات کا ملاحظہ کیا۔ یہ ارشاد اس قول کے موافق ہے کہ :- مَا رَاَیْتُ شَیْئًا ۔ اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ قَبْلَہٗ میری نظر کسی چیز پر نہ پڑی مگر یہ کہ اس سے پہلے اللہ کو دیکھا" یہ مشاہدہ اتم و اکمل ہے۔

مواہب لدنیہ میں بعض عرفا سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس قول پر غور و فکر کرو جو انہوں نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ :- اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ (میرے ساتھ میرا رب ہے) اور ہمارے نبی سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے قول پر نظر کرو جو کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ :- اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ۔ (بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے) لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب کی معیت کے مشاہدے کو اپنے ساتھ مخصوص فرمایا اور اپنے متبعین کو اس کے ساتھ شامل نہ کیا۔ مگر ہمارے نبی سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے مشاہدۂ نور باری تعالیٰ میں حضرت صدیقؓ کو بھی شامل فرمایا۔ اور اپنے نور کے ساتھ ان کی مدد فرمائی۔ لہٰذا ان کو بھی معیت رب کا مشاہدہ کرایا۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے باطن میں اسے سرایت فرمایا جس سے ان پر سکینہ نازل ہوا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت ابوبکرؓ تجلی ربانی اور اس کے مشاہدہ میں اپنے حال پر قائم و ثابت نہ رہتے۔

نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واقعہ رب تعالیٰ کی معیت کے مشاہدہ میں بھی بڑا فرق ہے۔ انتہی ریعنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مشاہدہ صرف اپنی ذات میں ہی ہے اور ہمارے حضورؐ کا مشاہدہ نہ صرف یہ کہ اپنی ذات اقدس میں ہے بلکہ دوسرے بھی اس میں شامل ہیں۔ وللہ الحمد)

بندہ مسکین یعنی صاحب مدارج النبوہ علیہ الرحمۃ نورہ اللہ قلبہ بنور الصدق والیقین فرماتے ہیں کہ یہی صورت حال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دیدار باری تعالیٰ کے سوال میں ہے کہ انہوں نے افراد کے ساتھ اپنے لئے ہی دعا مانگی۔ اور مناجات کی کہ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (دکھا مجھ کو کہ میں تیری طرف نظر کروں) لیکن ہمارے نبی سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم اپنی مناجات میں اس طرح دعا فرماتے ہیں کہ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا ھِیَ (اے رب ہمیں اشیاء کی حقیقتوں کو جیسی کہ وہ ہیں دکھا) یعنے دعا میں صیغہ جمع کا استعمال فرماتے ہیں تاکہ آپ کے متبعین بھی اس میں شامل ہو جائیں۔ نیز بات کو پردہ میں رکھ کر مناجات کی کہ حقائق اشیاء کی رویت کی دعا کی اور اس طرح نہ فرمایا کہ اَرِنِیْ ذَاتَکَ (مجھے اپنی ذات کا دیدار کرا) یہ کمال ادب و معرفت کی رعایت ہے۔ کیوں کہ حقیقت الحقائق حق تعالیٰ ہے۔ یہ بھی کمال معرفت اور ادراک حقیقت ہے۔ فافہم واللہ اعلم)

جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم غار ثور میں داخل ہو گئے تو حق تعالیٰ نے ببول کا ایک درخت غار ثور کے دہانہ پر لگا دیا اور ایک وحشی کبوتر کے جوڑے کو بھیجا کہ وہ اپنا آشیانہ اس درخت پر بنائے اور اسی رات اس نے انڈے دے دیئے۔ اور مکڑی کو حکم فرمایا کہ وہ اپنا جالا تنے۔ مواہب لدنیہ میں بسند بزار منقول ہے کہ حرم مکہ کے کبوتر اسی جوڑے کی نسل سے ہیں۔ کیوں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعائے برکت سے یہ قیامت تک شکار اور ہلاک ہونے سے محفوظ رہیں گے۔

ابو نعیم "حلیہ" میں روایت کرتے ہیں کہ مکڑی نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پہلی مرتبہ اس وقت جالا تنا تھا جبکہ ان کو جالوت نے طلب کیا تھا۔ اور دوسری مرتبہ ہمارے نبی سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے غار ثور میں جالا تنا ہے۔

بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ فرماتے ہیں کہ کافروں نے ہمارا کھوج نکال لیا تھا اور غار ثور پر آ کھڑے ہوئے تھے اگر ان میں سے کوئی جھک کر اپنے پاؤں کی جانب دیکھتا تو وہ ہمیں دیکھ لیتا۔ حضورؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ ان دو شخصوں کے بارے میں کیا گمان ہے جن میں تیسرا خدا ہے۔ اس سے مراد اپنی ذات مبارک اور حضرت ابوبکر رضؓ ہیں۔ اس کے بعد کافر لوٹ گئے اور کہنے لگے اگر محمد

اس غار میں داخل ہوتے تو کبوتر کا انڈا ٹوٹ جاتا اور لکڑی کا جالا درہم برہم ہو جاتا۔ اور یہ درخت تو اس جگہ ان کی مدت عمر سے پہلے کا اُگا ہوا ہے اور ایک روایت میں "حضورؐ کے والد سے پہلے" مروی ہے۔ باوجودیکہ سب کفار اس پر یقین رکھتے تھے کہ حضورؐ اسی غار میں ہیں۔ اور ان کھوجیوں نے جن کو تفحص و تلاش کے لئے مقرر کیا تھا انہوں نے نشانہائے قدم دیکھ کر بتا دیا تھا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اس جگہ سے گزرے ہیں اور وہ اسی جگہ ہیں۔ یہ معجزہ تحفظ و صیانت میں اعظم و اشد اور اقوی معجزات میں سے ہے۔ کیا خوب کہا ہے ؎

وقایتہ اللّٰہ آغنت من مضاعفہ من الدروع و من عال من الاطم

تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا لشکر، بادشاہوں کے لشکر کے برخلاف ہے جو کمزور و ناتواں چیزیں ہیں جیسے مچھر اور مکڑی وغیرہ ان کے ذریعہ وہ فتح و نصرت دیتا ہے۔ اور معجزے حقیقت کفار کی ہمتوں اور ان کے ارادوں کو پھیرنا اور انہیں اندھا بنانا ہے کیونکہ جستجو و تلاش سے انہیں یقین ہو گیا تھا کہ حضورؐ اس جگہ موجود ہیں۔ اس کے باوجود وہ ظن و احتمال میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

غار ثور میں حضورؐ کی اقامت تین راتیں رہی اور بعضوں نے بارہ راتیں کہا ہے۔ اس وہم و شبہ کی وجہ یہ ہے کہ یہ جو ارباب سیر کہتے ہیں کہ شب دوشنبہ کو غار میں داخل ہوئے اور پنجشنبہ کو وہاں سے نکلے اگر یہ پنجشنبہ اسی دوشنبہ کے بعد کا ہے تو تین شبانہ روز ہوتے ہیں اور اگر یہ پنجشنبہ دوسرے ہفتہ کا ہے تو بارہ اور تیرہ روز بنتے ہیں (واللہ اعلم) اور روز صحیح تین شبانہ روز مشہور رہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما ان کے حالات جو دیکھتے اور سنتے وہ سب رات کو حضورؐ کو پہنچا دیتے تھے۔ اور عامر بن فُہیرہ (بضم فا و فتح ہا و سکون یا ر) جو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اس جگہ بکریاں چرانے لاتے اور روزانہ رات کو دودھ دیجاتے اور اسی دودھ سے رات کا کھانا ہوتا تھا۔ راقم السطور کا خیال ہے کہ اس غار کا دہانہ اس طرح واقع ہے کہ اس میں داخل ہونا یا کسی چیز کا اندر پہنچانا ممکن و آسان ہے جیسا کہ مشاہدہ میں آتا ہے لیکن وہاں سے نکلنا آسان نہیں ہے۔ چونکہ وہاں مکڑی نے جالا تن رکھا تھا اور کبوتر نے انڈے دے رکھے تھے اور درخت نے آڑ کر رکھی تھی۔ لہٰذا ان راتوں میں وضو اور استنجے کے لئے نکلنے کی کیا صورت ہو گی یا تو احتیاج کی بنا پر ان کا وقوع نہیں ہوا ہو گا۔ یا خروج بطریق معجزہ ہو گا۔

اس وقت غار ثور کا دہانہ کچھ کشادہ ہے کہ اس سے بآسانی باہر نکلتے ہیں ممکن ہے کہ لوگوں کی آسانی کے لئے بعد میں کشادہ کر دیا گیا ہو۔ یا جیسا کہ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کے وقت جبریل علیہ السلام نے پَر مار کر اس کا دہانہ کشادہ کر دیا تھا لیکن اس روایت کے بارے میں ارباب حدیث اور شراح حدیث میں سے کسی کو ایسا نہیں پایا جس نے اس میں جرح کی ہو۔ اور یہ مصنف (اور مترجم)

جب اس غار شریف کی زیارت سے مشرف ہوا تو ہم میں سے ایک شخص موٹا فربہ تنومند جس کا سینہ چوڑا تھا اس سے کہا گیا کہ پہلے تم داخل ہو تو وہ بسم اللہ کہہ کر درود پڑھتا ہوا بے تکلف اور بے تحاشا داخل ہو گیا۔ اس وقت اس فقیر کے بے اختیار بلند آواز سے چیخ نکل گئی اللہ اللہ سبحان اللہ ایک وقت وہ تھا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو آیات کبریٰ دکھانے کے لئے عرش اعلیٰ پر لیجایا گیا اور ایک روز ایسا بھی آیا کہ کفار کے خوف سے حشرات الارض کی مانند غار میں داخل کیا گیا۔ معاً اسی وقت یہ خیال پیدا ہوا کہ شہود میں کوئی فرق و تفاوت نہیں ہے وہاں بھی شہود تھا جبکہ عرش اعلیٰ پر لیجایا گیا اور یہاں بھی بغیر فرق و امتیاز کے شہود تھا۔ اگر کچھ فرق تھا تو کشفِ صفات میں تھا شہودِ ذات ایک ہی ہے۔ بیت ؎

گہے برطارمِ اعلیٰ نشینم دمے برپشتِ پائے خود نہ بینم

(واللہ اعلم) رات کو اسی غار میں شب باشی کی گئی۔ اور کچھ دنوں بعد ایک دن حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس مقام کی زیارت کی غرض سے صبح سے شام تک دعا اور درود وسلام میں گزاری (وللہ الحمد)

غار ثور سے مدینہ منورہ کی طرف کوچ فرمانا

وصل: جب غار ثور میں تین راتیں گزر گئیں تو تیسری رات کی صبح کے وقت عبداللہ بن اریقط جسے راہبری کے طور پر اجرت میں لیا تھا۔ دونوں اونٹوں کو لے کر غار کے قریب آ گیا۔ اور اس نے دونوں اونٹ پیش کئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام عامرؓ بن فہیرہ بھی آ گئے تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس اونٹ پر جس کا نام جدعا (یا قصواء) تھا سوار ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ کو اپنا ردیف بنایا۔ اور دوسرے اونٹ پر عبداللہؓ اور عامرؓ سوار ہو گئے۔ اور ساحلی راستہ اختیار کیا۔ یعنے سمندر کے کنارے کنارے سفر شروع کر دیا۔ اس دن اور پھر شام رات برابر چلتے رہے۔ دوسرے دن جب آفتاب کی تمازت بڑھی اور دھوپ میں گرمی پیدا ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کے قیلولہ یعنی آرام کرنے کے لئے سایہ دار جگہ کی تلاش شروع کر دی۔ انہوں نے ایک پتھر دیکھا جو سایہ دار تھا اور ہموار جگہ تھی صاف کر کے اپنے ساتھ کی پوستین یعنے چمڑے کا بستر بچھا دیا حضورؐ نے اس پر تکیہ لگا کر آرام فرمایا۔ اور سامنے اس بیابان میں ایک جوان بکریاں چرا رہا تھا حضرت صدیقؓ نے اس سے دودھ طلب کیا اس نے ایک پیالہ میں دودھ دوہ کر اس میں پانی ملا کر دیا تاکہ ٹھنڈا ہو جائے چونکہ اہل عرب کی عادت تھی کہ تازہ دودھ چونکہ گرم ہوتا ہے تو اس میں پانی ملا کر ٹھنڈا کر لیتے ہیں۔ حضرت صدیقؓ نے اس دودھ کو پیا۔ اس کے بعد جب حضورؐ بیدار ہوئے تو ایک پیالہ دودھ کا حضور کو بھی نوش کرایا۔ پھر سوار ہو کر سفر شروع کر دیا۔

اس مقام پر علماء ایک سوال کرتے ہیں کہ کیا حضرت صدیقؓ کو چرواہے سے بغیر بکریوں کے مالک کی